چوالیس سال بعد خلیفۃ المسیح کی قادیان آمد

درویشان قادیان کیلئے بہت بڑی بڑی خوشخبری مضمر ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۰؍ دسمبر ۱۹۹۱ء بمقام بیت اقصیٰ قادیان)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:۔

تشہّد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انورؒ نے فرمایا:

''آج کا دن ایک بہت ہی اہمیت کا تاریخی دن ہے۔ آج ۴۴ سال کے لمبے اور بڑے تلخ التواء کے بعد آخر اللہ تعالیٰ نے خلیفۃ المسیح کو یہ توفیق عطا فرمائی کہ وہ آج کا جمعہ قادیان میں احباب جماعت کے ساتھ ادا کرسکے۔ قادیان کے درویشوں کے لئے بھی اس میں بہت بڑی خوشخبری مضمر ہے۔ معلوم ہوتا ہے خدا کی تقدیر نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہجر کے دن چھوٹے ہو جائیں گے اور وصل کے دن قریب آجائیں گے اور ان سب آنے والوں کے لئے بھی اس میں بہت خوشخبری ہے جو دور دور سے تکلیفیں اٹھا کر اور بہت سے اخراجات کا بوجھ اٹھا کر یہاں پہنچے تا کہ ان کے دلوں کے بوجھ ہلکے ہوسکیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے سعادت بخشی اور توفیق عطا فرمائی کہ نہ صرف اس تاریخی جلسے میں جو سو سال کے بعد (لازماً سو سالہ جلسہ سو سال کے بعد ہی منعقد ہوتا ہے) مراد یہ تھی کہ جو سو سال کے بعد سو سالہ جلسہ منعقد ہوتا ہے اس میں شامل ہو سکے ہیں۔ یہ ایک ایسی سعادت ہے جو سو سال میں ایک ہی دفعہ نصیب ہوسکتی ہے اور اس پہلو سے آج کی نسل کے لئے یہ بہت ہی غیر معمولی سعادت کا لمحہ ہے۔ لیکن دوسری سعادت جس کا میں نے پہلے ذکر کیا ہے، یہ بھی بہت ہی بڑی اور بابرکت اور لائق

صد شکر سعادت ہے۔ خدا تعالیٰ نے چوالیس سال کے انقطاع کے بعد خلیفۃ المسیح کو آج قادیان میں جمعہ پڑھانے کی سعادت عطا فرمائی۔ جو لوگ پیچھے رہ گئے اور جو آج ہمارے ساتھ شامل نہیں خصوصاً وہ لوگ جو اسیران راہ مولیٰ ہیں، جو ایسے مجبور ہیں، ایسے بے بس ہیں کہ خواہش کے علاوہ اگر ان میں ویسے دنیاوی لحاظ سے استطاعت ہوتی بھی تو یہاں نہ آسکتے۔ ان سب کو خصوصیت سے نہ صرف آج اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں بلکہ اس دوران یعنی جلسے کے ایام اور جلسے کے شب و روز میں مسلسل جب بھی آپ کو توفیق ملے آپ ان سب غیر حاضرین کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھتے رہیں۔

یہ وہ دن ہیں کہ جب سے ہم یہاں آئے ہیں خواب سا محسوس ہو رہا ہے یوں لگتا ہے جیسے خواب دیکھ رہے ہیں حالانکہ جانتے ہیں کہ یہ خواب نہیں بلکہ خوابوں کی تعبیر ہے۔ ایسے خوابوں کی تعبیر جو مدّتوں، سالہا سال ہم دیکھتے رہے اور یہ تمنا دل میں کلبلاتی رہی، بلبلاتی رہی کہ کاش ہمیں قادیان کی زیارت نصیب ہو۔ کاش ہم اس مقدّس بستی کی فضا میں سانس لے سکیں جہاں میرے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے کامل غلام مسیح موعود علیہ السلام سانس لیا کرتے تھے۔ جب میں یہاں آیا اور میں نے اس بات کو سوچا کہ ہم کتنے خوش نصیب ہیں کہ ایسی فضا میں دوبارہ سانس لیں گے۔ تو مجھے بچپن میں پڑھا ہوا سائنس کا ایک سبق یاد آ گیا۔ جس میں یہ بتانے کے لئے کہ جتنے ایک انسان کے سانس میں ایٹم (Atoms) ہوتے ہیں ان کی تعداد کتنی ہے۔ وہ مثال دیا کرتے تھے کہ سیزر نے جو آخری دفعہ مرتے وقت ایک سانس لیا تھا اس سانس میں اتنے ایٹم تھے کہ اگر وہ برابر ساری کائنات میں، ساری فضا میں تحلیل ہو جائیں اور برابر فاصلے پر چلے جائیں تو ہر انسان جو سانس لیتا ہے اس کے ایک سانس میں سیزر کے سانس کا ایک ایٹم بھی ہوگا۔ تو جب میں نے سوچا تو مجھے خیال آیا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہاں لکھو کھہا مرتبہ سانس لئے، یہ فضا تو آپؑ کے سانسوں کے ان اجزاء سے بھری پڑی ہے اور ہر سانس میں خدا جانے کتنے ہزاروں، لاکھوں، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سانس کے ایٹم ہوں گے جو آج ہم بھی Inhale کرتے ہیں۔ یہ سوچتے ہوئے میرا خیال حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرف منتقل ہوا تو مجھے خیال آیا کہ زمین کا سارا جوّ اُس ہوا سے بھرا پڑا ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ اپنی سانسوں میں کھینچا کرتے تھے اور نکالا کرتے تھے۔ جب میں یہاں تک پہنچا تو اس ظاہری خوشی میں کچھ کدورت پیدا ہوگئی کیونکہ میں نے سوچا کہ انہی

میں وہ سانس بھی ہیں جو دنیا کے بہت سے بدنصیب بھی تو لیا کرتے تھے اور آج بھی لیتے ہیں۔ ایسے بدنصیب جنہوں نے حضرت محمد مصطفی ﷺ کا زمانہ پایا اور سارا زمانہ ان سانسوں کو نورِ رسالت کے بجھانے کیلئے استعمال کیا۔ اس کو ہوا دے کر فروغ کر دینے کیلئے استعمال نہیں کیا۔ تو یہ ظاہری اور جذباتی چیزیں مجھے بے حقیقت دکھائی دینے لگیں۔ وہ جذباتی لطف جو یہاں آکر آیا تھا۔ اس میں ایک اور پیغام بھی مجھے ملا کہ حقیقت میں ان سانسوں کی جب تک ہم قدر کرنا نہ جانیں جو محمد مصطفی ﷺ کے سانس تھے یا آپ کے غلام کامل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سانس تھے۔ اس وقت تک ہم ان سانسوں سے برکت پانے کے اہل نہیں ہو سکتے کیونکہ مدینہ کی فضا بھی حضرت محمد مصطفی ﷺ کے سانسوں سے بھری پڑی تھی۔ وہ کتنے بدنصیب تھے جو ان سانسوں کو لیتے تھے لیکن ان سے برکت نہ پاتے تھے۔ پس نظام برکت ایک روحانی نظام ہے اس کے لئے ہر انسان کو اہلیت پیدا کرنی چاہئے۔

جس طرح دنیا میں ایک نظام انہضام ہے، جب تک نظام انہضام درست نہ ہو، قطع نظر اس بات کے کہ غذا اچھی ہے یا بری، انسان کو اس غذا سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ ایک شخص جس میں بعض اچھی غذاؤں کو ہضم کرنے کی طاقت ہی نہ ہو، بعض دفعہ جب وہ ایسی غذا استعمال کرتا ہے تو ردّ عمل پیدا ہوتا ہے اور فائدے کی بجائے نقصان پہنچتا ہے۔ دودھ کو دیکھئے، کیسی کامل غذا ہے کہ دو اڑھائی سال تک بچہ مکمل طور پر محض دودھ پر پلتا ہے اور اسی سے اپنی آنکھیں بناتا ہے، اپنے دانت بنانے کی تیاری کرتا ہے، جسم کا ہر عضلہ اسی دودھ سے پرورش پا کر بنتا ہے ہڈیاں بن رہی ہیں، ناخن بن رہے ہیں، بال بن رہے ہیں، تمام جسم کے اعضاء خواہ کسی نوعیت کے ہوں اسی ایک دودھ سے قوّت پا کر نشو و نما پاتے چلے جاتے ہیں لیکن جن کو دودھ کی الرجی ہو، جو دودھ ہضم نہ کرسکیں، وہ جب دودھ پیتے ہیں تو مرنے کے قریب پہنچ جاتے ہیں۔ مجھے چونکہ ہومیو پیتھک علاج کا تجربہ ہے اس لئے بعض مریض میرے سامنے ایسے بھی لائے گئے۔ مثلاً انگلستان میں ایک بچے کے متعلق بتایا گیا کہ دودھ کا ایک قطرہ بھی وہ برداشت نہیں کرسکتا اور دن بدن اس کی صحت گرتی چلی جارہی ہے۔ دودھ دیں تو پیٹ میں درد شروع ہو جاتا ہے۔ یا الٹیاں آجاتی ہیں یا قے شروع ہو جاتی ہے یا اسہال لگ جاتے ہیں الغرض کئی قسم کے وبال چمٹ جاتے ہیں۔ چنانچہ میں نے خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کا علاج کیا

وہ بچہ صحت مند ہوا، صحت مند ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس طبعی حالت کی طرف لوٹ گیا جو خدا تعالیٰ نے سب کو عطا کر رکھی ہے۔ جس کو ہم اپنی غفلتوں سے بگاڑ دیا کرتے ہیں۔ تو اگر تم نے اپنی روحانی حالتوں کو بگاڑ رکھا ہے، اگر ان میں خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ روحانی غذاؤں کے انہضام کی صلاحیت باقی نہیں رہی تو محض یہ جذباتی باتیں ہیں کہ آج ہم ان فضاؤں میں سانس لے رہے ہیں جہاں کسی وقت ہمارے آقا و مولیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سانس لیا کرتے تھے۔ یہ سب ایک جذباتی کھیل ہوں گے جن کی کوئی حقیقت نہیں ہوگی۔

پس وہ لوگ جو آج اس جلسے میں شمولیت کی غرض سے جو سو سالہ جلسہ ہے یہاں تشریف لا سکے ہیں اور اس جمعہ میں بھی شمولیت کی سعادت پا رہے ہیں ان کو بھی میں یہ نصیحت کرتا ہوں اور بعد میں آکر ان سے ملنے والوں کو بھی یہ نصیحت کرتا ہوں اور ہم سب کے چلے جانے کے بعد یہاں ہمیشہ رہنے والے درویشوں کو بھی یہ نصیحت کرتا ہوں کہ اس مقام کے کچھ تقاضے ہیں۔ ان تقاضوں پر ہمیشہ نگاہ رہنی چاہئے۔ عام حالتوں سے یہاں رہنے والوں کی حالت کچھ مختلف ہونی چاہئے۔ ہم سب انسان ہیں، ہم سب میں کمزوریاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری کمزوریوں سے صرفِ نظر فرمائے، ہماری غفلتوں کو معاف فرمائے لیکن اس کے ساتھ ہی اس ذمہ داری سے ہم بہر حال آنکھیں بند نہیں کر سکتے جو مقدّس مقامات پر رہنے والوں کی ذمہ داریاں ہیں۔ خواہ وہ عارضی قیام کے لئے آئیں یا مستقل قیام کی سعادت پائیں پس ان ایام میں ان ذمہ داریوں کو خصوصیت کے ساتھ پیش نظر رکھتے ہوئے، دعائیں کرتے ہوئے دن گزاریں، خدا تعالیٰ سے توفیق حاصل کرنے کی دعا مانگیں اور توفیق پائیں کہ ہم اپنے روحانی نظام ہضم کو درست کر سکیں اور جہاں بھی قدرت کی طرف سے کوئی روحانی فیض عطا ہونے کا موقع ملے ہم اس سے پوری طرح استفادہ کر سکیں۔ تبھی ہم ایک تنومند، مضبوط اور صحت مند روحانی وجود کی صورت میں ارتقاء کر سکتے ہیں۔ یہ وہ ایام ہیں جن میں کثرت کے ساتھ درود پڑھنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اور احسان کے ساتھ جو عظیم الشان تعلیم، اسلام کی صورت میں ہمیں عطا ہوئی ہے، وہ پاک کلام جس کا کوئی ثانی نہیں، یعنی قرآن کریم یہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے قلبِ مطہّر پر نازل ہوا تھا قرآن کی وحی کی صورت میں بھی اور اس کے علاوہ دیگر وحی کی صورت میں بھی۔ اسلام کی مکمل تعلیم حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے فیض سے ہمیں عطا ہوئی ہے۔ یہی

وجہ ہے کہ قرآن کریم آپ کو وسیلہ قرار دیتا ہے یعنی وہ واسطہ ہیں جن کے ذریعہ سے تمام روحانی فیوض، تمام بنی نوع انسان کے لئے ہمیشہ کے لئے جاری کئے گئے۔ یہی قرآن کریم ہمیں نصیحت فرماتا ہے۔ هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ (الرحمٰن: ۶۱) کیا احسان کی جزاء احسان کے سوا بھی ہوسکتی ہے۔ احسان کی جزاء تو احسان ہی ہونی چاہئے لیکن مشکل درپیش ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا احسان اتنا عظیم اور اتنا وسیع اور اتنا دور رس ہے کہ لامتناہی ہے۔ اس کی حدود قائم کرنے کا انسان کے ادراک کو اختیار نہیں ہے۔

میں نے جب بھی غور کیا ہے اور گہرا غور کیا ہے اور نظر کو ہر طرف دوڑایا اور پھیلایا اور سوچا کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے احسانات کا احاطہ کرسکوں اور ان کے متعلق ایک ایسا شعور پیدا کرسکوں کہ ہر دفعہ اس احسان کو پہچان لوں تو میں اس کوشش میں ہار گیا اور کوشش کے باوجود آج بھی میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ بہت سے احسانات ہیں جو ہم پر وارد ہوتے چلے جاتے ہیں اور ہم غفلت کی حالت میں ان سے آگے نکلتے چلے جاتے ہیں۔

صبح جب آپ اٹھتے ہیں اور اپنے بدن کو پاک اور صاف کرتے ہیں، خدا تعالیٰ کی یاد کی طرف دل کو لگاتے ہیں تو کتنے ہیں جو باقاعدہ بلا استثنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا تصوّر دل میں لاتے ہیں یا لاسکتے ہیں کہ یہ ہمارے آقا و مولیٰ کا احسان ہے کہ اس نے ہمیں اچھی صبح کا آغاز سکھایا۔ یا پھر سارا دن آپ کا مختلف حالتوں میں گزرتا ہے، کہیں بدیوں سے بچنے کی کوشش میں، کہیں نیکیوں کی طرف میلان کی صورت میں، کہیں کسی غریب پر رحم کے نتیجے میں آپ کے دل میں ایک خاص روحانی لہر دوڑتی ہے لیکن کتنے ہیں جو سوچتے ہیں کہ یہ سب فیوض حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہی کے فیوض ہیں۔ آپؐ نے سب کچھ سکھایا ہے، ایسے کامل معلّم، ایسے کامل مربی کہ آپؐ نے انسانی ضرورتوں کی ہر چیز کا احاطہ کرلیا۔ یہ درست ہے کہ یہ احاطہ خدا تعالیٰ کے اس پاک کلام نے کیا جو آپؐ پر نازل ہوا لیکن اس لامتناہی پاک کلام کے فیوض کو اپنی ذات میں جاری کرکے ایک نمونہ بن کر ہمارے سامنے ابھرے۔ یہ احسان ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا احسان ہے ورنہ وہ پاک کلام ہماری حدِّ ادراک سے باہر رہتا۔ ہم قرآن آج بھی تو پڑھتے ہیں۔ کتنے ہیں جو قرآن کے معارف کو براہِ راست پاسکتے ہیں اور ان کے مطالب کو پہنچ سکتے ہیں۔ لیکن وہ مطالب جو ہم نے پالئے اور ان میں سے بھی بہت

سے ہیں جو ہماری نظروں سے اوجھل رہتے ہیں۔ اگر آپ مزید غور کریں تو آپ کا دل اس یقین سے بھر جائے گا کہ یہ تمام فیوض جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ابتداءً جاری ہوئے اگر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ان فیوض سے اپنا کوثر بھر کر ہمارے لئے ہمیشہ کیلئے جاری نہ فرماتے تو ہم ان فیوض کو پا نہیں سکتے تھے۔ ان کو سمجھ بھی نہیں سکتے تھے۔ ان کی تفاصیل سے لاعلم اور جاہل رہتے اس لئے یہ درست ہے کہ ہر برکت کا آغاز خدائے واحد و یگانہ سے ہے۔ لیکن بعض انسانوں کو وہ توفیق عطا فرماتا ہے کہ ادنیٰ درجہ کے گنہگار انسانوں کیلئے ایک وسیلہ بن جائیں اور سب سے بڑا وسیلہ دنیا میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ بنے کیونکہ سب سے کامل تعلیم آپ پر نازل ہوئی اور زندگی کے سب سے زیادہ تقاضے کرنے والی تعلیم آپ پر نازل ہوئی۔ اتنے تقاضے ہیں کہ دنیا کے کسی مذہب میں اس کا عشر عشیر بھی آپ کو دکھائی نہیں دے گا۔

اگر تقاضوں پر نظر رکھیں تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ مومن کی زندگی دوبھر ہو جائے گی۔ اس کی ساری عمر ایک قید خانے میں بسر ہوگی جیسا کہ خود آنحضرت ﷺ نے اس مضمون کو ذکر کرتے ہوئے ان الفاظ میں ظاہر فرمایا کہ الدنیا سجن للمومن وجنة للکافر (مسلم کتاب الزھد والرقاق حدیث نمبر: ۵۲۵۶) کہ دنیا مومن کے لئے تو قید خانہ ہی ہے۔ کافر کی جنت ہوتی ہوگی لیکن مومن کے لئے قید خانہ ہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب ہم اِن لفظوں پر غور کرتے ہیں تو یہ قید خانہ بھی مختلف شکلوں میں ہمارے سامنے ظاہر ہوتا ہے بعض قیدی ہمیں بہت خوش نظر آتے ہیں اتنے خوش کہ وہ تصوّر بھی نہیں کر سکتے کہ وہ اس قید خانہ سے باہر ایک سانس بھی لیں اور کئی قیدی ہیں جو رسے تڑاتے پھرتے ہیں اگر وہ تڑا سکیں تو تڑا لیتے ہیں، بے قاعدگیاں کر سکیں تو کرتے ہیں۔ ورنہ ان کی زندگی ایک قسم کا عذاب بنی رہتی ہے۔ تو کس قسم کا قید خانہ ہم نے قبول کرنا ہے یہ راز بھی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ہم پر اپنا نمونہ پیش کر کے کھول دیا کہ سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی عائد کردہ قیود کو آپؐ نے قبول فرمایا اور سب سے زیادہ پُرلطف زندگی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی زندگی تھی جن کی عشرت اپنے آقا و مولیٰ اللہ جلّ شانہٗ کی کامل اطاعت میں تھی۔ اس کی عبادت میں آپؐ کو سرور ملتا تھا۔ آپؐ کی تمام تر روحانی لذتیں اپنے خدا کی ذات سے وابستہ تھیں۔ پس قید بھی تو مختلف قسم کی ہوتی ہے۔ بعض قیدیں ایسی ہیں جو زندگی کی تمام سہولتیں فراہم کرنے والی ہوتی ہیں اور بعض قیدیں ایسی ہیں جو زندگی کی تمام صعوبتیں وارد کرنے

والی ہوتی ہیں۔پس اپنے زاویہ نگاہ کو درست یا نادرست کرنے والی بات ہے۔

یہ وہ مضمون ہے جسے دنیا کا ہر انسان سمجھتا ہے یا سمجھ سکتا ہے چاہے اسے مذہب کی دنیا میں اطلاق کرے یا نہ کرے کسی نہ کسی محبت کا تجربہ ہر انسان کو ہوتا ہے اور محبت بھی تو کچھ پابندیاں عائد کرتی ہے۔محبت بھی تو بہت سے تقاضے کیا کرتی ہے ان تقاضوں کو پورا کرنے میں ہی محبت کرنے والے کی لذّت ہوا کرتی ہے،ان تقاضوں سے انحراف کے نتیجہ میں زندگی کا لطف پیدا نہیں ہوتا۔محبت کی بھی بے شمار قسمیں ہیں۔ان میں سے ایک ماں کی بچے کیلئے محبت۔میں آپ کے سامنے مثال کے طور پر رکھتا ہوں کہ ماں کی بچے سے محبت کے تقاضے بعض دفعہ اتنے شدید ہو جاتے ہیں اور اتنے تکلیف دہ ہوتے ہیں کہ انسان ان کے تصوّر سے بھی کانپتا ہے اور ماؤں کو بڑے رحم کی نظر سے دیکھتا ہے جن کے بیمار بچے ساری رات ان کو بلاتے اور ان سے کسی نہ کسی مدد کے تقاضے کرتے چلے جاتے ہیں۔خواہ وہ مدد کرسکیں یا نہ کرسکیں اور بسا اوقات ماں مدد کرنے سے عاری ہوتی ہے،نہیں کرسکتی،بچے کا دکھ دور نہیں کرسکتی۔اس کو اپنی آنکھوں کے سامنے تڑپتے دیکھتی ہے۔جانتی ہے کہ وہ غلط کہہ رہا ہے کہ ماں!نہ سو۔میرے ساتھ جاگ اور میرے ساتھ تکلیف اٹھا۔وہ جانتی ہے کہ میرا جاگنا میرے ساتھ تکلیف اٹھانا اس بچے کے کسی کام نہیں آئے گا لیکن محبت کا تقاضا ہے۔اسے نیند میں عذاب ملتا ہے اسے جاگنے میں راحت نصیب ہوتی ہے۔وہ جتنا بیمار بچے کے قریب ہو،جتنا اس کے دکھ کو اپنے قلب پر وارد کرے،اس کے دکھ کا احساس کرتے ہوئے اس تکلیف کو اپنانے کی کوشش کرے،اتنا ہی اس کو کچھ سکون ملتا ہے۔لیکن یہ واہمہ بھی اس کے لئے جہنم کے واہمہ کی طرح ہے کہ وہ اپنے بیمار تڑپتے ہوئے بچے کو چھوڑ کر اسلئے سو جائے کہ فائدہ تو میں کچھ پہنچا نہیں سکتی،کیوں نہ کچھ آرام کروں۔تو اسلام کو جس قید خانے کی صورت میں حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے ہمارے سامنے رکھا وہ ان معنوں میں نہیں تھا کہ تم ہمیشہ قید و بند کی صعوبتوں میں مبتلا ہو کر زندگی گزارو اور تمہاری زندگی عذاب بن جائے بلکہ سب سے بڑے قیدی اس قید خانے کے تو حضرت محمد مصطفی ﷺ خود تھے۔کہنے والا جانتا تھا کہ اس قید کے کیا تقاضے ہیں اور اس قید کے کیا فوائد ہیں اور کہنے والا جانتا تھا کہ یہ وہی قید ہے کہ ایک لمحہ بھی میں اس قید سے باہر کا تصوّر بھی نہیں کرسکتا۔چنانچہ آنحضرت ﷺ کے اس قلبی رجحان کو اللہ جلّ شانہٗ نے ہم پر ایک ایسے راز کے طور پر کھولا جو بہت ہی مقدّس راز،محبت اور پیار

کا راز تھا لیکن جسے بنی نوع انسان کے فوائد کے لئے ان کے سامنے کھولنا ضروری تھا۔ فرمایا:
قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶۳﴾ (الانعام:۱۶۳) میں ایک ایسا قیدی ہوں کہ میری تمام تر عبادتیں، میری تمام تر قربانیاں، میری زندگی، میرا مرنا، کلیۃً لمحہ لمحہ خدا تعالیٰ کا ہو چکا ہے۔ میری زندگی کا ہر لمحہ اس قید میں جکڑا گیا ہے اور یہی میری لذت کا معراج ہے۔ فرمایا یہی کہہ کر لوگوں کو اس طرف بلاؤ۔ اگر یہ ایک تکلیف دہ صورتحال ہوتی تو خدا تعالیٰ اس راز کو چھپاتا، نہ کہ ظاہر کرتا۔ اگر ایسی بات تھی کہ جس سے طبیعتیں متنفّر ہوتیں اور بھاگتیں اور اسے بوجھ سمجھتیں تو خدا تعالیٰ کو کیا ضرورت تھی کہ اس راز کو مومنوں پر ظاہر کر کے فرماتا کہ یہ حال ہوگا تمہارا۔ جو میرے عاشقِ صادق محمد ﷺ کا حال ہے اس لئے ادھر نہ آنا۔ دنیا کے عاشق تو ڈرایا کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمارا جو حال ہو گیا ہے، خدا نہ کرے تمہارا بھی ہو لیکن اس حال کا جو محمد مصطفی ﷺ کا حال تھا، اس کا عجیب عالم ہے کہ بظاہر دور کی نظر سے، جتنی دور کی نظر سے اس کو دیکھو اتنا تکلیف دہ دکھائی دیتا ہے۔ لیکن خدا کی قریب کی نظر نے اس کو ایک جنّت کا نہایت اعلیٰ درجہ کا نمونہ دیکھا اور ایسی عظیم زندگی کے طور پر دیکھا کہ جس کا حال جس کا راز اگر بنی نوع انسان کو پتا چلے تو وہ والہانہ اس زندگی کی طرف دوڑتے چلے آئیں اور اسے اپنانے کی کوشش کریں۔ پس یہ وہ اندرونی مضمون ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہمیں عطا کیا گیا۔ لیکن اس میں اترنے کی صلاحیّت بھی ہونی چاہئے۔ اسے سمجھے بغیر انسان ان مضامین سے پوری طرح استفادہ نہیں کر سکتا۔ پس دنیا کے عاشق کو لطف تو آتا ہے لیکن ساتھ ساتھ ڈراتا بھی تو چلا جاتا ہے کہ

الا یا ایُّہا السّاقی اَدِرْ کأْساً وّ ناوِلْہا
کہ عشق آساں نمود اوّل ولے افتاد مشکلہا

اے ساقی! شراب سے لبریز پیمانہ پکڑا تا کہ میں اپنے آپ کو ڈبودوں، اپنی یادوں کو غرق کر دوں کہ عشق کے سوااب مجھ سے رہا نہیں جاتا کیونکہ ’’آساں نمود اوّل‘‘ عشق آغاز میں تو بہت پر لطف دکھائی دیتا تھا اور بڑا آسان لگتا تھا ’’ولے افتاد مشکلہا‘‘ اب اس میں مبتلا ہو گئے ہیں تو بہت مصیبتوں کا پہاڑ سر پر آپڑا ہے۔ لیکن حضرت محمد ﷺ کا عشق دیکھا کہ کس شان سے محبوب کی نظر میں ظاہر ہوا کہ خدا تعالیٰ نے یہ اعلان کیا کہ اب کہہ دے! تمام بنی نوع انسان کو مطلع کر دے کہ

قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱۶۳﴾ کہ اے محبت کا دعویٰ کرنے والو! خدا کی محبت عذاب نہیں، خدا کی محبت ثواب ہے، یہ لذّت ہے، یہ جنت ہے اور جنت کی بھی نہایت اعلیٰ درجہ کی قسم ہے اسلئے تم بھی اگر محبت کا دعویٰ کرتے ہو تو میری پیروی کرو، میرے پیچھے آؤ پھر تمہیں پتا لگے گا کہ محبت ہوتی کیا ہے پھر تم محبت کی حقیقت سے آشنا ہو گے اور سچی محبت کے نتیجہ میں خدا کے پیار اور محبت کی نظریں تم پر پڑنے لگیں گی۔ پس ان معنوں میں حضرت محمد مصطفی ﷺ وسیلہ ٹھہرے۔

پس جب ہم درود پر زور دیتے ہیں تو ہرگز نعوذ باللہ من ذالک اس میں کوئی شرک کا پہلو نہیں۔ اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ ہی ہے اس کے سوا اور کوئی کچھ نہیں۔ اس کے سوا نہ محمدیت ہے، نہ احمدیت ہے، نہ زندگی کی کسی اور حقیقت کے کوئی معنی ہیں۔ تو خدا ہی ہے جو سب کچھ ہے لیکن وہ لوگ بھی بہت کچھ ہوئے جو خدا تعالیٰ سے وابستہ ہو گئے اور وہ لوگ بھی بہت کچھ ہوئے جنہوں نے خدا تعالیٰ سے وابستہ ہونا شروع کر دیا۔ پس اس پہلو سے وسیلے کی حقیقت کو سمجھیں تو ہم سب آج اپنے ربّ سے وابستہ ہو رہے ہیں اور ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ لازماً ہم سب آنحضرت ﷺ کے عظیم احسانات کے نیچے دبے پڑے ہیں۔ اور کوئی چارہ نہیں کہ ہم احسانات کا بدلہ اتار سکیں۔ پس قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ جو فرماتا ہے کہ هَلۡ جَزَآءُ الۡاِحۡسَانِ اِلَّا الۡاِحۡسَانُ ﴿۶۱﴾ کہ کیا احسان کی جزاء احسان کے سوا بھی کچھ ہو سکتی ہے؟ پس یہ بھی حضرت محمد مصطفی ﷺ کے احسانوں میں سے ایک احسان ہے اور عظیم احسان ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ تمہارے دل میں بھی تمنا ہوتی ہو گی کہ مجھے تحفے دو۔ میرے لئے کچھ کرو تو درود پڑھا کرو۔ خدا کی حمد کے بعد درود پڑھا کرو اور اس کے نتیجے میں بظاہر یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہم کچھ احسان اتار رہے ہیں مگر طاقتور سے لڑائی نہیں ہو سکتی ناممکن ہے۔ محسن اعظم کے احسان سے فیضیاب ہونے والے اس سے مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ایک طرف بظاہر ہمارے دل کو تسکین دینے کے سامان پیدا کئے کہ تم بھی مجھ پر کثرت سے درود بھیجو۔ کچھ تمہیں بھی تو لطف آئے کہ تم نے میرے لئے کچھ کیا اور ساتھ فرمایا کہ اگر تم ایسا کرو گے تو تمہاری دعائیں مقبول ہوں گی۔ یہ سارے درود خدا تعالیٰ تم پر لوٹا دے گا اور آسمان سے یہ درود برکتیں اور رحمتیں بن کر تم پر نازل ہوا کرے گا۔ تو کیسا احسان اتارا؟ ایک ذرّہ بھی نہیں۔ احسان اتارنے کی کوشش میں اَور احسانوں تلے ہم دبتے چلے

جاتے ہیں اور دبتے چلے جائیں گے۔

پس آنحضرت ﷺ چشمہ فیض ہیں۔ آپؐ کا فیض لازماً لوگوں کو پہنچے گا۔کسی کا فیض آپؐ کو نہیں پہنچ سکتا، سوائے خدا کے۔ میرے نزدیک خاتمیت کا آخری معنی یہی ہے کہ وہ فیض رساں جو ہر دوسرے کوفیض پہنچائے اور کبھی کسی سے فیض حاصل نہ کرے سوائے اس کے کہ جس کی وہ مہر ہے، جس کے ہاتھوں سے لگتی ہے۔ پس کامل رسول، سب سے کامل رسول، اکمل رسول، سب کاملوں سے بڑھ کر کامل اور سب خدا رسیدہ لوگوں سے بڑھ کر خدا رسیدہ ایک ایسا رسول تھا جس کا فیض تمام نبیوں پر پھیلا ہے۔ تمام بنی نوع انسان پر پھیلا ہے۔ حیوانات پر پھیلا ہے۔ جمادات پر پھیلا ہے۔ ان کو پہنچا جو آپؐ کے آنے سے بہت پہلے پیدا ہوئے۔ اس کائنات کو پہنچا جو ابھی ابتدائے وجود کی حالت میں کروٹیں بدل رہی تھی۔ کیونکہ آپؐ آخری رسول تھے اس لئے آپ فیض رساں ہیں لیکن تمام تر فیوض آپؐ نے اپنے ربّ سے پائے۔ یہ توحیدِ کامل ہے جس کا سمجھنا ضروری ہے اور اس کے نتیجہ میں جہاں حمد کی طرف غیر معمولی توجہ اور عارفانہ توجہ پیدا ہوتی ہے وہاں درود کی طرف بھی غیر معمولی اور عارفانہ توجہ پیدا ہوتی ہے۔

پس ہم یہ مبارک ایام ان فضاؤں میں سانس لیتے ہوئے یہاں بسر کریں گے جن فضاؤں کے ساتھ ہمارا ایک گہرا جذباتی رابطہ ہے۔ خواہ ہم اس فیض کو پاسکیں یا نہ پاسکیں لیکن جب ہم یہ سوچتے ہیں اور سوچیں گے کہ حضرت مسیح موعود ان فضاؤں میں سانس لیتے رہے اور آپؑ کے بزرگ صحابہؓ اور خلفاء ان فضاؤں میں سانس لیتے رہے تو باوجود اس احساسِ بے بسی کے ہم زبردستی اس کا فیض نہیں پاسکتے جب تک فیض پانے کی اہلیت پیدا نہ کریں۔ ایک جذبات میں انگیخت تو ضرور ہوگی، ایک لرزش پیدا ہوگی۔ ایک تموّج پیدا ہوگا اور تموّج بھی ایک عجیب روحانی لطف پیدا کرتا ہے۔ ایسی کیفیات میں درود پڑھا کریں۔ ایسی کیفیات میں جو خاص تموّج کی حالتیں آپ پر آنے والی ہیں اور آچکی ہونگی اور آئندہ بھی آتی چلی جائیں گی ان حالتوں میں سب سے بڑھ کر حمد باری تعالیٰ کے بعد درود پڑھنے کی ضرورت ہے۔ اور یہ وہ چیز ہے جو برکتوں کی صورت میں آپ ہی پر نازل ہوگی آپ کا کسی پر کوئی احسان نہیں۔ نہ حمد کا خدا تعالیٰ پر احسان ہے نہ درود کا محمد مصطفی ﷺ پر احسان ہے۔ یہ احسان ایسا ہے جو کئی گنا ہو کر آپ کی طرف واپس لوٹے گا اور پھر آپ اس کیفیت میں اگر اپنوں کے

لئے ، غیروں کے لئے ، دوستوں کے لئے اور دشمنوں کے لئے ، آزادوں کے لئے اور اسیروں کے لئے ، صحتمندوں کے لئے اور بیماروں کے لئے ، وہ جو خوش نصیب ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے دولت کی فراوانی عطا کی ہے، وہ جو غربت میں سسکتے ہوئے زندگیاں بسر کر رہے ہیں جو قرضوں کے بار تلے دبے ہوئے ہیں، جو کئی قسم کے مصائب کا شکار ہیں ان سب کے لئے بھی اگر آپ دعائیں کریں گے تو وہ دعائیں زیادہ مقبول ہوں گی اور ان معنوں میں آپ بھی تو کچھ فیض رساں بن جائیں گے۔

پس یہ عجیب گُر ہمیں حمد وثنا اور درود نے سکھا دیا کہ تم اپنے اوپر والوں کا احسان تو نہیں اتار سکتے مگر اس احسان اتارنے کی کوشش میں اپنے نیچے والوں پر اور احسان کرتے چلے جاؤ، تمہیں بھی کچھ فیض رساں ہونے کا سلیقہ عطا ہوگا، تمہیں بھی لطف ملے گا کہ اگر اللہ تعالیٰ اور محمد مصطفیٰ ﷺ کا احسان نہیں اتار سکتے تو عاجز بندوں پر کچھ احسان تو کر سکتے ہو اور خدا کے بندوں پر احسان کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ اپنے آپ کو احسان مند محسوس فرماتا ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت پر احسان کرنے کے نتیجہ میں آنحضور ﷺ کی روح آپ پر رحمت اور درود بھیجے گی۔ یہ ایک ہی راستہ ہے جس سے ہم کچھ احسانات کا بوجھ ہلکا کرنے کی کامیاب کوشش کر سکتے ہیں لیکن اس راستے میں داخل اسی طریق سے ہوتے ہیں جو طریق قرآن کریم نے ہمیں سکھایا جو حمد وثنا اور درود نے ہمیں سکھایا۔

پس آج کی اس محفل میں جو باتیں میں آپ کے سامنے کر رہا ہوں انہیں حرزِ جان بنائیں ان پر غور کریں، سوتے جاگتے، اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے کوشش کیا کریں کہ آپ کے اخلاق کے رونما ہوتے وقت یعنی جب اخلاق کسی عمل میں ڈھل رہے ہوتے ہیں یہ دیکھا کریں کہ اس پر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی کتنی چھاپ ہے۔ اور جب آپ ایسا سوچیں گے تو اکثر صورتوں میں جہاں بھی آپ بھلائی کریں گے آپ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے زیر احسان آرہے ہونگے۔ اور اس وقت کا درود ایک خاص کیفیت کا درود ہوگا۔ وہ عام حالت کا درود نہیں ہوگا۔ پس درود، درود کی بھی مختلف قسمیں ہیں۔ ایسا درود پڑھیں جو دل کی گہرائیوں سے تموّج کی حالت میں اٹھے۔ ایک موج کی صورت میں، لہر در لہر دل سے نکلے۔ وہ درود ہے جو آسمان تک پہنچتا ہے، وہ درود ہے جو برکتیں بن کر آپ پر نازل ہوتا ہے۔ پھر آپ کی دعائیں آپ کے پیاروں کے حق میں بھی سنی جائیں گی۔ مجبوروں کے حق میں بھی سنی جائیں گی، غیروں کے حق میں، اپنوں کے حق میں، ہر اس شخص کے حق میں آپ کی دعائیں سنی

جائیں گے جن کیلئے آپ آنحضورﷺ کے فیض کے اثر کے تابع دعا کریں گے۔ یہ آخری بات سمجھا کر میں اس خطبہ کو ختم کروں گا۔ آنحضورﷺ کے فیض کے تابع اگر آپ دعا کریں تو آپ کی دعا اپنوں کے لئے نہیں رہ سکتی، صرف اپنوں کیلئے نہیں رہ سکے گی۔ آنحضورﷺ کا فیض محسوس کرتے ہوئے اس خاص حالت میں اگر آپ دعا کریں تو ناممکن ہے کہ آپ اپنے دشمن کے لئے بھی دعا نہ کریں۔ ناممکن ہے کہ تمام حاضر بنی نوع انسان کے لئے دعا نہ کریں۔ ناممکن ہے کہ آئندہ تمام آنے والی نسلوں کیلئے دعا نہ کریں۔ ناممکن ہے کہ تمام گزرے ہوئے بنی نوع انسان کیلئے دعا نہ کریں۔ کیونکہ آنحضور ﷺ کے فیض کا یہ وسیع دائرہ تھا جس میں آپ کا فیض پہنچا کرتا تھا۔ پس آپ کے فیض سے لذّت پا کر آپ کے دل میں بھی اسی طرح کی ایک بے کنار موج اٹھے گی جس کا کوئی کنارہ نہیں ہوگا، آپ کے دل کی گہرائی سے ایسی دعائیں اٹھیں گی جن سے بنی نوع انسان کو بہت سا فائدہ پہنچے گا۔ ان معنوں میں آپ فیض رساں بن سکتے ہیں اور انہی معنوں میں آپ کو فیض رساں ہونا چاہئے کیونکہ اگر آپ آج فیض رساں نہ بنے تو یہ دنیا ہلاکت کے آخری کنارے تک پہنچی ہوئی ہے۔ کسی اور کا فیض اس دنیا کو اب ہلاکت سے بچا نہیں سکتا۔ ایک محمد مصطفیٰ ﷺ کا فیض ہے وہ آپ کے اور خدا تعالیٰ کے درمیان وسیلہ بنے ہیں اور آپ کو محمد مصطفیٰ ﷺ اور بنی نوع انسان کے درمیان لازماً وسیلہ بننا ہوگا۔ یہی وہ وسیلہ ہے جو آج تمام بنی نوع انسان کی نجات کا وسیلہ بنے گا اگر یہ وسیلہ نہ بنا تو بنی نوع انسان کا کچھ نہیں بن سکتا۔ یہ آج کی دنیا لازماً ہلاک ہونے والی ہے۔ اس کے اطوار تو دیکھیں۔ اس کی عادتیں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی عادتوں سے کوسوں کیا، کروڑوں، اربوں میل دور جا چکی ہیں۔ پس وسیلے کے مضمون کو اپنے تک پہنچا کر ختم نہ کر دیا کریں۔ محمد مصطفیٰ ﷺ وسیلہ صرف خدا تعالیٰ اور آپ کے درمیان نہیں تھے، خدا تعالیٰ اور سارے بنی نوع انسان کے لئے وسیلہ بننے کے لئے آئے تھے اور آپ کو مزید وسیلوں کی ضرورت ہے۔ پس وہ جو محمد مصطفیٰ ﷺ سے عشق کا دم بھرتے ہیں، جو غلامی کا دعویٰ کرتے ہیں، جو عہد کرتے ہیں کہ ہم آپؐ کی خاطر، آپؐ کے ناموس کی خاطر، آپؐ کے پیغام کی خاطر سب کچھ قربان کرنے کیلئے تیار ہو جائیں گے۔ ان کو لازماً وہ وسیلہ بننا ہوگا اور وسیلے کے تقدّس کے تقاضے پورے کرنے ہوں گے جس حد تک بھی توفیق ملے۔ جو انسانی کمزوریوں اور بشری بے بسی کے نتیجے میں کمزوریاں لاحق ہوتی ہیں اور ہوتی رہیں گی۔ ایسی صورت میں مجھے اللہ تعالیٰ سے بھاری

امید ہے کہ ایسے لوگوں سے مغفرت کا سلوک فرمائے گا۔ان کی کمزوریوں سے صرفِ نظر فرمائے گا،ان کے گناہوں کو بخشے گا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ میرے سب سے محبوب اور سب سے محبوب مطلوب سے یہ پیار کرنے والے ہیں۔اور اگر اپنے کسی محبوب سے کسی کو پیار ہو تو لازماً اس کی کمزوریوں سے بھی انسان صرفِ نظر کرنے لگ جاتا ہے اور بہت سی باتیں اس کی برداشت کر جاتا ہے جو دوسروں کی نہیں کرسکتا۔پس خدا سے مغفرت پانے کا بھی یہی ایک ذریعہ ہے۔اس وسیلے سے تعلق قائم کریں اور اس وسیلے کی خاطر آپ اس کے اور بنی نوع انسان کے درمیان وسیلہ بن جائیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

آج کے خطبے کی آواز دنیا کے مختلف ممالک میں پہنچ رہی ہے اور اس ضمن میں جسوال برداران کا دعا کی خاطر ذکر کرنا چاہتا ہوں،خصوصاً وسیم جسوال صاحب کی غیر معمولی محنت اور کوشش کے نتیجے میں آج یہ سامان مہیا ہوئے ہیں کہ آج یہاں کے خطبے کی آواز انگلستان پہنچے۔پھر انگلستان سے سیٹلائٹ کے ذریعہ دنیا کے مختلف ممالک میں مشرق و مغرب میں۔اور جاپان تک بھی پہنچے فجی میں بھی پہنچے،ماریشس میں بھی پہنچے،یورپ کے ممالک میں بھی پہنچ جائے۔غرضیکہ جہاں جہاں بھی جس جماعت کو توفیق ہے کہ خطبہ سننے کے انتظامات کرسکے ان تک یہ آواز آج براہ راست پہنچ رہی ہے۔ اس پہلو سے یہ ایک عظیم تاریخی دن ہے کہ آج قادیان سے محمد مصطفیٰ ﷺ کے کامل غلام کے ایک ادنیٰ غلام کی آواز،آپ ہی کی آوازیں بن کر تمام عالم میں پھیل رہی ہیں۔اللہ تعالیٰ اس سعادت کے نتیجہ میں ہمیں مزید شکر گزار بندے بننے کی توفیق عطا فرمائے اور اس شکر گزاری کا آغاز اس بات سے ہونا چاہئے کہ جو لوگ اس بات کیلئے سعادت کا ذریعہ بنے ان کو بھی دعاؤں میں یاد رکھیں۔صرف یہی نہیں بلکہ اور بھی بہت سے ہیں جنہوں نے ان انتظامات میں بہت ہی کوشش اور بہت ہی محنت کی ہے۔اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

قادیان کے جلسے کے انتظامات رسمی طور پر تو شاید کل یا پرسوں شروع ہوں گے۔لیکن ان انتظامات کا آغاز بہت پہلے سے ہو چکا ہے۔انگلستان میں آفتاب احمد خان صاحب جو یونائیٹڈ کنگڈم (United Kingdom) کے امیر ہیں۔وہ خصوصیت سے اس معاملہ میں میری مدد کرتے رہے ہیں اور بہت ہی حکمت،ذہانت اور مسلسل بڑی محنت کے ساتھ اس جلسے کو کامیاب بنانے کے لئے جو

کچھ صلاحیتیں ان کو عطا ہوئی تھیں وہ خرچ کی ہیں۔ اوران کے علاوہ بہت سے ہمارے انگلستان میں ساتھی اور پھر قادیان میں بہت سے درویش، پھر ربوہ سے آنے والے سلسلہ کے خدام کثرت سے ایسے نام ہیں جو ذہن میں دعا کی غرض سے عمومی طور پر گھوم جاتے ہیں لیکن اس موقع پر تفصیل سے ان ناموں کا بیان ممکن نہیں۔اس لئے میں آپ سے یہی درخواست کرتا ہوں کہ ان ایام میں تمام کارکنوں کو جنہوں نے کسی بھی رنگ میں جلسے کی خدمات میں حصہ لیا ہے یا آئندہ لیں گے ان کو بھی اپنی دعاؤں میں یادرکھا کریں۔

یہ بھی یادرکھیں کہ جلسہ کے ان ایاّم میں بہت سے مختلف قسم کے لوگ یہاں آئیں گے۔ اکثر خدا تعالیٰ کے فضل سے اخلاص کے ساتھ، وفا اور محبت سے مجبور ہوکر یہاں پہنچیں گے، کچھ شریر بھی آئیں گے، کچھ تنگ نظر بھی آئیں گے، کچھ بدارادے لیکر بھی آئیں گے اسلئے جہاں ان پاک نیک لوگوں کے لئے ہم پر کچھ فرائض ہیں جو خدا کے نام کی خاطر اور خدا کے دین اور خدا کے پیاروں کی محبت کی خاطر یہاں پہنچے ہیں یا پہنچتے رہے ہیں، جہاں ان کے حقوق ادا کرنے کی بڑی ذمہ داریاں ادا ہوتی ہیں وہاں انکو غیروں کے اثر سے بچانے کی بھی ہم پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے اوراس کے لئے آپ سب کو نگران رہنا چاہئے۔ظاہری سیکیورٹی وغیرہ کے جو انتظامات ہیں وہ تو محض بہانہ ہوتے ہیں۔ اصل تو خدا تعالیٰ کا فضل ہے لیکن خدا تعالیٰ کا فضل جن جن مشکلوں میں ڈھلتا ہے، جن جن وسیلوں میں سے گزر کے آگے بڑھتا ہے، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہر مومن صاحب فراست ہوتا ہے۔ ہر مومن کو بیدار مغز ہونا چاہئے۔ جہاں اس کو کوئی رخنہ دکھائی دے وہاں کوشش ہونی چاہئے کہ وہ رخنہ بند ہو جائے پیشتر اس کے کہ اس کے نتیجہ میں کوئی فساد ابل پڑے۔ اسی طرح اپنی چیزوں کی بھی حفاظت ضروری ہے۔ مجھے تجربہ ہے کہ جلسہ کے موقع پر جماعت مومنین کو بھولا بھالا سمجھ کر کئی چور اُچکّے بھی آجاتے ہیں اور پھر لوگوں کو اس سے بڑی تکلیف پہنچتی ہے۔اس لئے میں آپ کو نصیحت کر رہا ہوں۔آپ خود بھی یہ نصیحت ذہن نشین کر لیں لیکن آنے والوں کو بھی بتائیں کہ اپنے سامانوں کی حفاظت کریں۔ باہر سے کثرت سے لوگ آنے والے ہیں۔

پس جہاں جہاں جس قیام گاہ میں آپ ٹھہرتے ہیں کوئی قیامگاہ ایسی نہیں ہونی چاہئے جہاں آپ اپنا امیر نہ بنائیں۔ اگر یہ نظام جلسہ سالانہ قادیان کے منتظمین نے جاری فرما دیا ہے تو اس

نظام کے مطابق کام کریں۔ اگر نہیں ہے تو یاد رکھیں کہ ہر کمرہ کا ایک امیر ہونا ضروری ہے۔ اس کا نظام کے تابع انتخاب کر کے یا مقرر کروا کے پھر اندرونی انتظامات کو مکمل کریں۔ کوئی بیمار ہوتا ہے تو وہ کیا کرے؟ اس کا ان سب کو علم ہونا چاہئے۔ کوئی اور ایمرجنسی ہو جاتی ہے، حادثہ ہو جاتا ہے تو کیا ہونا چاہئے؟ یہ پھر آپ کی قیامگاہ کے امیر کا کام ہے کہ اپنے ساتھ نائبین بنائے۔ سب ضروریات پر نظر رکھتے ہوئے وقت پر آپ کو مطلع کرے بلکہ پہلے سے بتا رکھے کہ یہ بات ہو تو یہ ہونا چاہئے۔ فلاں بات ہو تو یہ ہونا چاہئے۔ کوئی کسی قسم کی شرارت کرتا ہے تو اس کا یہ توڑ ہے۔ اگر پولیس کے پاس جانا ہے تو کس طرح جانا ہے۔ کس نظام کی معرفت اور کس وسیلے سے پہنچنا ہے۔ یہ ساری باتیں ایسی تفصیلی ہیں جو بعض دفعہ منتظمین سمجھتے ہیں کہ سب کے علم میں ہی ہیں۔ سب کے سب جانتے ہیں کیونکہ خود ان کے علم میں ہیں حالانکہ بہت سے بھولے بھالے باہر سے آنیوالے ایسے ہیں کہ ان کو کوئی پتا نہیں ہوتا کہ کیا کرنا چاہئے۔ ان کی تربیت کرنی ضروری ہے۔ پس جماعت کے ہر نظام میں تربیت کا ایک از خود رفتہ نظام جاری ہو جایا کرتا ہے اور جلسے کی برکتوں میں سے ایک یہ بھی برکت ہے کہ اس جاری وساری نظام سے بہت سے لوگ فیض پاتے ہیں اور واپس جا کر بہتر زندگی گزارنے کی اہلیت حاصل کر چکے ہوتے ہیں۔

پس اس بات کو یاد رکھئے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے احسانات میں سے ایک یہ بھی احسان ہے کہ امارت کے بغیر کی زندگی کا کوئی تصوّر بھی مسلمان کے لئے باقی نہیں رہتا اسے لازماً نظام کی کڑی کے طور پر نظام کے سلسلے سے مربوط ہو کر رہنا پڑے گا اور اس کا یہ طریق ہمیں سمجھایا کہ اگر تم سفر پر جاتے ہو، کہیں بھی ہو، بغیر امارت کے نہیں رہنا چاہئے۔ یہی امارت ہے جس کا سلیقہ اگر مومنوں کو عطا ہو جائے تو اس سے صالح امامت رونما ہوتی ہے اور خلافت کی حفاظت کے لئے بھی اس نظام کا تفصیل سے جاری رہنا، جاری رکھنا اور اس کی حفاظت کرنا بڑا ضروری ہے۔ پس ان تمام فسادات سے بچنے کے لئے اور اس دیر پا دُوررَس اور اعلیٰ نیت کے ساتھ کہ نظام جماعت کی حفاظت اور صالحیت کے لئے یہ باتیں ضروری ہیں۔ جہاں بھی آپ رہیں گے وہاں ایک امیر بنا کے ان تمام باتوں پر نظر رکھئے جو ایسے بڑے اجتماعات میں حادثوں یا شرارتوں کی صورت میں رونما ہو سکتے ہیں۔ ان کی پیش بندی کے لئے ترکیب سوچئے، سامان پیچھے چھوڑ کر جاتے ہیں، کوئی آئے گا کیسے

داخل ہوگا ، اس کو اگر روکا جائے تو شرارت کا احتمال نہ ہو، یہ ساری باتیں ہیں جن میں توازن پیدا کرنا پڑتا ہے اور اس کے لئے اگر بیدار مغزی سے پہلے ہی متنبہ ہوں تو پھر آپ ایسا کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ ہمیں جلسے کے تمام تقاضوں کو پورا کرنے کی توفیق بخشے۔

مقامی درویشوں پر بہت بڑا بوجھ ہے۔ بعض کے گھر اس طرح بھرے ہیں اور بھرنے والے ہیں کہ باہر سے آدمی دیکھے تو سوچ نہیں سکتا کہ اس گھر میں سے اتنے افراد نکلیں گے۔ آج کل تو مرغی خانے کا نظام اور طرح ہو گیا ہے۔ پرانے زمانے میں خصوصاً پنجاب میں چھوٹے چھوٹے ڈربے رکھے جاتے تھے اور ان میں قطع نظر اس کے کہ اتنی سانسوں کی گنجائش بھی ہے کہ نہیں ، زمیندار مرغیاں گھسیڑتا چلا جاتا تھا۔ حتی کہ آخر پر مشکل سے دروازہ بند کر دیتا تھا۔ یہ اللہ کی شان ہے کہ ایسی حالت میں مرغیاں بچ جاتی ہیں۔

مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ بچپن میں میں نے دیکھا کہ ایک ڈربا کھلا تو اس میں اتنی مرغیاں نکلیں گھبرائی ہوئی اور پریشان کہ یقین نہیں آتا تھا کہ اس چھوٹے سے ڈربے میں سے نکل رہی ہیں لیکن یہ صرف مرغیوں کی دنیا کی بات نہیں ہے۔ احمدی جلسے میں ہر گھر مرغا خانہ بن جاتا ہے اور بعض دفعہ مہمان نکلتے ہیں اور اتنے نکلتے ہیں کہ انسان پریشان ہو جاتا ہے کہ کیسے اس میں سما گئے تھے؟ مگر دل کو خدا تعالیٰ نے وسعت عطا فرمائی ہے، ایثار کے جذبے عطا کئے ہیں، محبت عطا کی ہے۔ اس کے نتیجے میں یہ سب انہونی باتیں ہو کر رہتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ محبت اور پیار کے انداز میں ان مشکل تقاضوں کو پورا کریں اور شوق سے اور پیار سے پورا کریں، لطف اٹھاتے ہوئے پورا کریں نہ کہ تکلیف محسوس کرتے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

خطبہ ثانیہ کے بعد حضورؒ نے فرمایا:

جلسہ کے ایام میں اور آج سے لے کر جلسہ تک اور جلسہ کے بعد بھی کچھ عرصہ تک کیونکہ لوگوں کو بار بار مساجد میں اکٹھا ہونے میں تکلیف ہوتی ہے اور ایسی تکلیف کے لئے اللہ تعالیٰ نے سہولت مہیا فرما رکھی ہے اس کے لئے نمازیں جمع ہوتی رہیں گی۔ آج بھی ہوں گی اور جب تک سہولت پیدا نہ ہو جائے تب تک اس رخصت سے استفادہ کیا جائے گا۔ تو یاد رکھئے کہ اب بھی، شام کو بھی اور آئندہ بھی ان ایام میں ظہر و عصر کی نمازیں اور مغرب وعشاء کی نمازیں جمع ہوا کریں گی۔‘‘